Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

از عدالتِ عظمیٰ

یونین آف انڈیا و دیگران

بنام

دیپ چند پانڈے و دیگر

تاریخ فیصلہ: 27 اگست، 1992

[ایل ایم شرما، ایس موہن اور این وینکٹا چالا، جسٹس صاحبان]

سول سروسز:

ایڈ منسٹریٹو ٹریبونل ایکٹ، 1985:

دفعات 3(q) اور 14-مرکزی انتظامی ٹریبونل کا دائرہ اختیار — ریلوے میں عام ٹائپسٹ-ملازمت ختم کر دی گئیں-ملازمت میں جاری رہنے کا دعوی-کیا ٹریبونل کے ذریعے اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جواب دہندگان ریلوے میں یومیہ اجرت پر کیزوئل ٹائپسٹ کے طور پر کام کر رہے تھے۔ان کی ملازمت ختم کر دی گئیں اور انہوں نے اسے چیلنج کرتے ہوئے عدالت عالیہ میں رٹ درخواستیں دائر کیں۔عدالت عالیہ نے رٹ درخواستوں کی اجازت دے دی۔

یونین آف انڈیا نے موجودہ اپیلوں کو ترجیح دیتے ہوئے کہا کہ عدالت عالیہ کو ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل ایکٹ 1985 کی دفعہ 14(1) کے پیش نظر جواب دہندگان کی رٹ پٹیشن پر غور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے اور جواب دہندگان کو سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل سے رجوع کرنا چاہیے تھا۔

جواب دہندگان کی جانب سے، یہ دلیل دی گئی کہ وہ یونین آف انڈیا کے تحت کسی دیوانی عہدے پر فائز نہیں تھے اور صرف عارضی بنیاد پر مصروف تھے،اور یہ کہ ان کی ملازمت کے خاتمے کے بعد مالک اور ملازم کا رشتہ ختم ہو گیا،اور اس لیے وہ ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل ایکٹ کے تحت نہیں آتے، اور عدالت عالیہ سے رجوع کرنا درست تھا۔

اپیلوں کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت،

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قرار دیا گیا کہ: 1. آئین ہند کے آرٹیکل 323 اے کا دائرہ کار جس میں پارلیمنٹ کو اس میں شامل موضوع پر قانون سازی کرنے کی اجازت دی گئی ہے، زبان کو مد نظر رکھتے ہوئے، بہت وسیع ہے، اور ایڈ منسٹریٹو ٹریبونل ایکٹ، 1985 کو نافذ کرکے اس اختیار کا تقریباً مکمل استعمال کیا گیا ہے۔

ایکٹ کے دفعہ 14 اور دفعہ 3(q) کا جائزہ واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ایکٹ ایک بہت وسیع میدان کا احاطہ کرتا ہے، اور یہ تجویز کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے کہ ٹریبونل کے دائرہ اختیار سے متعلق توضیعات کو ایک تنگ تشریح ملنی چاہیے۔

2. آئین ہند کے آرٹیکل 323 اے کے مطابق، ایڈ منسٹریٹو ٹریبونلز ایکٹ، 1985 منظور کیا گیا اور مرکزی انتظامی ٹریبونل، جو اس کی دفعہ 4(1) کے تحت قائم کیا گیا تھا، موجودہ معاملے میں مدعا علیہان کے لیے دستیاب تھا۔ آرٹیکل 323 اے کی شق (2)(d) کے ذریعے پارلیمنٹ کو شق (1) میں مذکور تنازعات اور شکایات کے حوالے سے آرٹیکل 136 کے تحت اس عدالت کے دائرہ اختیار کے علاوہ تمام عدالتوں کے دائرہ اختیار کو خارج کرنے کا اختیار دیا گیا تھا اور اس کے مطابق ایکٹ کے دفعہ 14 کے ذریعے، عدالت عظمیٰ کے علاوہ تمام عدالتوں کے ذریعے قابل استعمال تمام دائرہ اختیار، اختیارات اور اختیار مرکزی انتظامی ٹریبونل میں شامل کیے گئے ہیں۔

3. جواب دہندگان نے عارضی حیثیت کے اضافی دعوے کے ساتھ یونین آف انڈیا کی ملازمت میں پہلے کی طرح جاری رہنے کے اپنے حق کا دعوی کیا۔ لہذا، جواب دہندگان کا علاج سنٹرل ایڈ منسٹریٹو ٹریبونل کے سامنے تھا نہ کہ عدالت عالیہ کے سامنے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 3488-89، سال 1992۔

ایم پی نمبر 1405 اور 1425، سال 1990 میں مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے مورخہ 31.1.92 کے فیصلے اور حکم سے۔

ڈی این دویدی، ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل، سی رمیش اور وی کے ورما اپیل گزاروں کی طرف سے۔

جواب دہندگان کے لیے انیل سہر اور دی۔

عدالت کا فیصلہ شرما جسٹس نے سنایا۔

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ان درخواستوں میں فیصلہ کرنے کے لیے جو سوال آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا مرکزی انتظامی ٹریبونل کے پاس یہ دائرہ اختیار ہے کہ وہ درخواست گزار یونین آف انڈیا اور محکمہ ریلوے میں اس کے افسران کے خلاف جواب دہندگان کے دعوے پر غور کرے اور فیصلہ کرے اور اس کے نتیجے میں عدالت عالیہ کے پاس اس معاملے سے نمٹنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ ان کے کیس کے مطابق جواب دہندگان کو ڈپٹی چیف انجینئر (کنسٹرکشن) سنٹرل ریلوے، گوالیار کے دفتر میں یومیہ اجرت پر کیزوئل ٹائپسٹ کے طور پر رکھا گیا تھا اور ان کی ملازمت کو غلط طریقے سے ختم کر دیا گیا تھا۔ مدعا علیہان نے مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے سامنے رٹ درخواستوں کے ذریعے اس حکم کو چیلنج کیا جس کی اجازت متنازعہ فیصلے نے دی ہے۔ فریقین کے لیے فاضل وکیل کو سنیں۔

خصوصی اجازت دی جاتی ہے۔

2. آئین ہند کے آرٹیکل 323اے کے مطابق، ایڈمنسٹریٹو ٹریبونلز ایکٹ، 1985 منظور کیا گیا اور مرکزی انتظامی ٹریبونل، جو اس کی دفعہ 4(1) کے تحت قائم کیا گیا تھا، موجودہ معاملے میں مدعا علیہان کے لیے دستیاب تھا۔ آرٹیکل 323اے کی شق (2)(d) کے ذریعے پارلیمنٹ کو شق (1) میں مذکور تنازعہ اور شکایات کے حوالے سے آرٹیکل 136 کے تحت اس عدالت کے دائرہ اختیار کے علاوہ تمام عدالتوں کے دائرہ اختیار کو خارج کرنے کا اختیار دیا گیا تھا اور اس کے مطابق ایکٹ کے دفعہ 14 کے ذریعے، عدالت عظمیٰ کے علاوہ تمام عدالتوں کے ذریعے قابل استعمال تمام دائرہ اختیار، اختیارات اور اختیار مرکزی انتظامی ٹریبونل میں شامل کیے گئے ہیں۔ لہذا سوال یہ ہے کہ کیا سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل ان جواب دہندگان کے دعوے پر غور کر سکتا ہے جو اس سے پہلے اپنی ملازمت ختم کر چکے تھے اور یونین آف انڈیا کے عارضی ملازم کے طور پر مصروف تھے۔

3. دفعہ 14(1) میں مذکور بیان محاورہ 'تمام عدالتیں' عدالت عالیہ کو شامل کرنے کے لیے کافی جامع ہے۔ اگر موضوع کا معاملہ اگر مدعا علیہان کے دعوے کو دفعہ 14 کے تحت آتا ہے، تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے کہ عدالت عالیہ کے پاس اس سے نمٹنے کے لیے کوئی دائرہ اختیار نہیں بچا ہے۔ تاہم، جواب دہندگان کے لیے قابل وکیل دلیل یہ ہے کہ چونکہ جواب دہندگان یونین آف انڈیا کے تحت کسی دیوانی عہدے پر فائز نہیں تھے اور صرف عارضی بنیاد پر مصروف تھے، اس لیے مرکزی انتظامی قانون کی توضیعات کو راغب نہیں کیا گیا۔ متبادل طور پر، یہ تجویز کیا گیا کہ ان کی ملازمت کے خاتمے کے بعد مالک اور نوکر کا رشتہ ختم ہو جائے، اور اس لیے وہ ایکٹ کے تحت نہیں

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

آتے۔ مدعاعلیہان نے ان حالات میں صحیح طور پر عدالت عالیہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ہمیں جواب دہندگان کی جانب سے لیے گئے اس موقف میں کوئی اہلیت نظر نہیں آتی۔

4. جواب دہندگان، ایک طرف یونین آف انڈیا کے تحت اپنی خدمات پر انحصار کر رہے ہیں، یقیناً غیر معمولی نوعیت کے، اس دعوے کے لیے کہ وہ مرکزی حکومت کے خدام کے طور پر جاری رہنے کے حقدار ہیں اور دوسری طرف ان کی اس دلیل کے مقصد کے لیے کہ مرکزی انتظامی ٹریبونل کو نہیں بلکہ عدالت عالیہ کو ان کے دعوے پر غور کرنے کا دائرہ اختیار حاصل ہے، وہ یونین آف انڈیا کے تحت مالک اور نوکر کے تعلقات سے خود کو الگ کر رہے ہیں۔ یہ ان کی طرف سے لیا گیا ایک عجیب موقف ہے، جس میں خود تضاد شامل ہے اور اس کی اجازت نہیں ہے۔

5. پارلیمنٹ کو اس میں شامل موضوع پر قانون سازی کرنے کی اجازت دینے والے آرٹیکل 323-اے کا دائرہ کار زبان کو مد نظر رکھتے ہوئے بہت وسیع ہے، اور 1985 کے ایکٹ کو نافذ کر کے اس اختیار کا تقریباً مکمل استعمال کیا گیا ہے۔ دفعہ 14 اور دفعہ 3(q) کا جائزہ واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ایکٹ ایک بہت وسیع میدان کا احاطہ کرتا ہے، اور یہ تجویز کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے کہ ٹریبونل کے دائرہ اختیار سے متعلق توضیعات کو ایک تنگ تشریح ملنی چاہیے۔ اس کی تائید اس وقت کے وزیر قانون کی طرف سے پیش کردہ وضاحت سے بھی ہوتی ہے، جو دفعات 14 اور 15 میں ملازمت کی شرائط کی مزید گنتی کے مطالبے کا جواب دیتے ہوئے بل کو پائلٹ کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ (جیسا کہ راجیہ سبھا کی بحث کے 9 سے 11 نومبر 1976 کی کارروائی میں درج ہے) ان کا ماننا ہے کہ 'سروس کی شرائط' اتنے وسیع اظہار کی ہیں کہ گنتی کی کوشش "خود ملازمین کے نقطہ نظر سے واقعی اتنی خطرناک ہوگی کہ آپ خارج کر کے کہتے ہیں کہ دیگر ان نہیں ہیں"۔

6. موجودہ جواب دہندگان عارضی حیثیت کے اضافی دعوے کے ساتھ یونین آف انڈیا کی ملازمت میں پہلے کی طرح جاری رہنے کے حق کا دعوی کر رہے ہیں اور اس لیے یہ تجویز کرنا بے کار ہے کہ ایسا دعوی ایکٹ کے تحت نہیں آتا ہے۔ اس لیے ضروری نتیجہ یہ ہے کہ جواب دہندگان کا داد رسائی ٹریبونل کے سامنے تھا نہ کہ عدالت عالیہ کے سامنے۔ ہم، اس کے مطابق یہ مانتے ہیں کہ عدالت عالیہ کے پاس جواب دہندگان کے دعوے پر غور کرنے کا دائرہ اختیار نہیں تھا۔ نتیجتاً، متنازعہ

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا جاتا ہے، عدالت عالیہ کے سامنے رٹ پٹیشن کو خارج کر دیا جاتا ہے اور ان اپیلوں کی اجازت دی جاتی ہے، لیکن بغیر کسی اخراجات کے۔

اپیلوں کی اجازت دی گئی۔